چھٹا اجلاس

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ سہ شنبہ، مورخہ ۱۷ جون ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۳
۲	وقفہ سوالات (نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات)	۴
۳	رخصت کی درخواستیں	۲۳
۴	بجٹ برائے سال ۱۹۸۶ء-۸۷ء پر عام بحث۔	۲۵

جلد ششم — شمارہ سوئم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ مسٹر اسپیکر — مسٹر محمد سرور خان کاکڑ
۲۔ مسٹر ڈپٹی اسپیکر — آغا عبدالظاہر

افسران اسمبلی

۱۔ سیکرٹری — مسٹر اختر حسین خان
۲۔ ڈپٹی سیکرٹری — محمد حسن شاہ

معزز اراکین کی فہرست جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت کی

۱۔ مسز فضیلہ عالیانی
۲۔ مس آغا پری گل (وزیر)
۳۔ مسٹر آبادان فریدون آبادان (مشیر)
۴۔ میر عبدالغفور بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری)
۵۔ میر عبدالکریم نوشیروانی (" ")
۶۔ میر عبدالنبی جمالی (وزیر)
۷۔ آغا عبدالظاہر
۸۔ میر احمد خان زہری
۹۔ سردار احمد شاہ کھیتران (وزیر)
۱۰۔ مسٹر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل
۱۱۔ سردار بہادر خان بنگلزئی (وزیر)
۱۲۔ مسٹر بشیر مسیح (پارلیمانی سیکرٹری)
۱۳۔ سردار چاکر خان ڈومکی
۱۴۔ سید داد کریم
۱۵۔ سردار دینار خان کرد
۱۶۔ حاجی عید محمد نوتیزئی
۱۷۔ حاجی ظریف خان مندوخیل (پارلیمانی سیکرٹری)
۱۸۔ سردار نثار علی (" ")
۱۹۔ جام میر غلام قادر خان (وزیر اعلیٰ)
۲۰۔ ملک گل زمان خان کاسی (مشیر)

۲۱۔ میر ہمایوں خان مری (وزیر)
۲۲۔ مسٹر اقبال احمد کھوسہ (پارلیمانی سیکرٹری)
۲۳۔ سردار خیر محمد خان ترین
۲۴۔ میر محمد علی رند
۲۵۔ ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ (وزیر)
۲۶۔ ارباب محمد نواز خان کاسی (وزیر)
۲۷۔ میر محمد نصیر مینگل (//)
۲۸۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی
۲۹۔ ملک محمد یوسف پیر علیزئی (وزیر)
۳۰۔ میر نبی بخش خان کھوسہ
۳۱۔ مسٹر نصیر احمد خان باچا
۳۲۔ مسٹر ناصر علی بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری)
۳۳۔ میر نور احمد خان مری (// //)
۳۴۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ (وزیر)
۳۵۔ نواب تیمور شاہ جوگیزئی (//)
۳۶۔ سردار نواب خان ترین

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بجٹ اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز سہ شنبہ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۸۶ء بوقت صبح دس بجے زیر صدارت مسٹر محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○)

پ ۲۸ ع ۱۶ ار سورۃ التغابن (۱۶-۱۸)

ترجمہ:- تم سے جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کے احکام کو سنو، اور مانو اور مال بھی خرچ کیا کرو اور جس شخص نے بخل سے اپنے آپ کو محفوظ کیا تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے (یعنی اس کے راستے میں مال خرچ کرو گے) تو وہ تمہارے لئے دگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ تو بڑا قدر دان ہے بڑا بردبار ہے۔ پوشیدہ اور ظاہر اعمال کا جاننے والا ہے۔ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وقفہ سوالات

مسٹر اسپیکر :- اب وقفۂ سوالات ہے۔ پہلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

٭ ۲۰۶۔ میر عبدالکریم نوشیروانی :-

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خاران میں بند کشک کے لئے حکومت کویت کی مدد سے ۸۰ لاکھ روپے کی منظوری دے دی گئی ہے اور سروے بھی مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن تاحال اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو یہ کام کب تک شروع کیا جائیگا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خاران میں بند کشک حکومت کویت کی مدد سے تعمیر کیا جائے گا۔ یہ بھی درست ہے کہ سروے مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن تاحال اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ٹنڈر طلب کئے گئے ہیں

(ب) حکومت کویت سے ٹنڈر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد اس منصوبے پر کام شروع کیا جائے گا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :

ضمنی سوال جناب اسپیکر! کویت فنڈ کی رقم گزشتہ چار سال سے ضلع خاران میں بند کشک کی تعمیر کرنے کے لئے منظور ہوئی ہے کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ

سکتا ہوں، کہ ابھی تک ٹینڈر کیوں طلب نہیں کئے گئے ؟

میاں سیف اللہ خان پراچہ (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات)

جناب اسپیکر! میرے بھائی نوشیروانی صاحب کو معلوم ہے کہ ہماری حکومت گزشتہ سال اپریل میں وجود میں آئی ہے۔ اب یہ سوال کہ چار سال پہلے ٹینڈر کیوں نہیں طلب کئے گئے۔ تو اس کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ تاہم اب ٹینڈر طلب کر لئے گئے ہیں

*۲۰۷۔ میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ :۔

الف :۔ کیا یہ درست ہے کہ بیاڈ (BIAD) بیرونی ممالک کی امداد سے صوبے میں صحت وصفائی آبنوشی و دیگر پروگراموں پر کام کر رہا ہے۔ لیکن ضلع خاران کو پسماندہ ہونے کے باوجود آخری ٹارگٹ میں رکھا گیا ہے۔

ب :۔ اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع خاران کو نظر انداز کیوں کیا جا رہا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

یہ درست ہے کہ بیاڈ کا منصوبہ صحت وصفائی و آبنوشی و دیگر پروگراموں کا کام کر رہا ہے۔ لیکن مارشل لاء کی حکومت اور یونیسف نے صرف چھ اضلاع منتخب کئے تھے جس میں ضلع خاران شامل نہیں تھا۔

آغا عبدالظاہر

ضمنی سوال جناب اسپیکر! کیا میں میاں صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کون سے چھ اضلاع ہیں جنہیں خصوصی طور پر پسند کیا گیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :۔ وہ اضلاع مکران، قلات، لورالائی

کوئٹہ، لسبیلہ اور چاغی ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب اسپیکر! یونیسف اور دیگر بیرونی امداد کے پروگرام تو خاران، چاغی، خضدار، تربت جیسے پسماندہ اضلاع کے لیئے ہوتے ہیں کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ کوئٹہ اور دیگر نسبتاً ترقی یافتہ اضلاع میں ان کے تحت کام ہو رہے ہیں۔ جناب والا! ہونا تو یہ چاہیئے کہ آپ پسماندہ علاقوں اور اضلاع کو ترجیح دیں۔ ایسا کیوں ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- میں نوشیروانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تقریر فرمادی ہے۔ لیکن میں ان کے سوال کو نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

٭ ۲۱۰۔ میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ

(الف):- کیا یہ درست ہے کہ ماشکیل سب ڈویژن کو پروجیکٹ ایریا قرار دینے کے باوجود وہاں پر کسی قسم کا ترقیاتی کام نہیں ہو رہا ہے؟

(ب):- کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے کیان دور کا سروے کرنے کے بعد کام شروع کیا گیا تھا لیکن بعد میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر یہ کام بند کر دیا گیا؟

(ج):- اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:-

(الف) ماشکیل سب ڈویژن کو ۸۶-۱۹۸۵ء کے بجٹ میں پراجیکٹ ایریا قرار دیا گیا تھا۔ اس سال کے لے ڈی۔پی ۸۷-۱۹۸۶ء میں ۲۰ لاکھ روپے مختص کیئے گئے ہیں۔

(ب) :- یہ درست نہیں ہے

(ج) :- جواب اثبات میں نہیں ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! وزیر منصوبہ بندی فرما رہے ہیں کہ ماشکیل سب ڈویژن کو بجٹ میں پراجیکٹ ایریا قرار دیا ہے اور اس کے لئے ۲۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک بڑا ضلع ہے اس کے لئے بیس لاکھ روپے کیا ہو سکتا ہے۔ لہذا میں گذارش کروں گا کہ اس کے لئے پچاس لاکھ روپے رکھے جائیں

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- جناب والا! اس ایریا کو پراجیکٹ ایریا ہماری حکومت نے قرار دیا ہے میں نے نہیں۔ اس کے لئے رقم بجٹ کے تحت رکھی گئی ہے۔ اور اس بجٹ کو معزز ایوان نے پاس کیا ہے۔ جہاں تک ممبر موصوف کی خواہش کا تعلق ہے تو ان سے ہمیں ہمدردی ہے۔ ان کا بھی کچھ فرض بنتا ہے کہ وہ بھی اس کے لئے جدوجہد کریں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اس بارے میں میرے پاس آ سکتے ہیں مجھے ان سے پوری ہمدردی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! جب آپ کسی علاقے کو پراجیکٹ ایریا قرار دیتے ہیں تو ان میں کچھ نہ کچھ کام نظر آنا چاہیئے۔ بیس لاکھ روپے اس پراجیکٹ ایریا کے لئے کم ہیں۔ اس رقم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ لہذا رقم زیادہ ہونا چاہیئے

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں چاہوں گا کہ اس سلسلے میں کچھ وضاحت کروں تاکہ نوشیروانی صاحب کی تسلی ہو سکے انہیں اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ پچھلی مرتبہ ہمارے پارلیمانی بورڈ کی جو میٹنگ ہوئی تھی۔ یہاں پر جتنے پراجیکٹ ہیں۔ ان پر پوری طرح بحث و مباحثہ ہو چکا ہے اور وہاں پر وجیکٹ سلیکٹ کئے گئے اور فیصلہ کیا گیا کہ یہ ترجیحاتی بنیاد پر ہوں گے۔ جب فیصلہ ہو چکا۔ اب اس فیصلہ پر کوئی نکتہ چینی کی

جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر مناسب بات ہے۔ جبکہ اس فیصلے میں وہ خود شامل تھے تو ان کا احترام بھی کیا جانا چاہیئے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کا فرض ہے افسران آپ کے پاس ہیں لہٰذا لسٹیں وغیرہ آپ کے پاس ہونی چاہئیں آپ ان جگہوں کی نشاندہی کریں جہاں پانی بجلی اور روڈ کی ضرورت ہے۔ آپ ان علاقوں میں کام کرتے ہیں جو پہلے ہی ترقی یافتہ ہیں۔ آپ ان ہی کو فنڈز مہیا کرتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- جناب والا! یہ فارن ایڈز پروگرام ہیں جب فارن ایڈ آتی ہے تو ہر ملک اپنی دلچسپی سے ہمیں دیتا ہے۔ ہماری صوبائی حکومت مختلف شعبوں پر منصوبے بناتی ہے اور پھر دوست ممالک سے ہمیں توقع ہوتی ہے ان کے سامنے ہم منصوبے رکھتے ہیں کہ فلاں چیزوں میں ہمیں دلچسپی ہے۔ مثلاً میرانی ڈیم، انکاڑہ ڈیم وغیرہ۔ اس کے علاوہ بجلی کے شعبے وغیرہ۔ اب یہ دوست ممالک کا اختیار ہے کہ وہ کس شعبہ کو پسند کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمیں فارن ایڈ ملتی ہے تو اس کے بعد اس کا ڈھانچہ بنایا جاتا ہے۔ جس کے بعد یہ طے کیا جاتا ہے کہ کس جگہ پر کونسا منصوبہ شروع کیا جائے۔ یہ بات درست ہے کہ اس میں حکومت بلوچستان کا عمل دخل ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ امداد مہیا کرنے والے ملک کا بھی دخل ہوتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے ایڈ دیتا ہے۔ مثلاً یو ایس ایڈ اگر خاران کی سڑک کے لئے دی جاتی ہے۔ تو حکومت بلوچستان ان کو یہ نہیں کہہ سکتی کہ فلاں جگہ اس ایڈ سے ڈیم بنایا جائے۔ تو پھر امداد دینے والا ملک یہ کہتا ہے کہ ہمیں دلچسپی ہے کہ یو ایس ایڈ سے خاران کی سڑک ہی بنائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مجبور ہوتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو سلیکشن ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں نوشیروانی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ............

ڈاکٹر حید ر بلوچ (وزیر مواصلات)

جناب والا! میں منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یو ایس ایڈ نے مکران کی سڑکوں کے لئے کوئی ایڈ نہیں دی ہے۔ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں۔ آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں جو یہ بات غلط ہے۔

Chief Minister. Sir, May I remind the Honourable Minister that being a Minister, it is not proper for him to put a question to a Minister. Thank you.

میر نبی بخش خان کھوسہ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر وہاں بولا جاتا ہے جہاں رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہو۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ پوائنٹ آف آرڈر کہا اور تقریر شروع

میر نبی بخش خان کھوسہ:- جناب والا! سیف اللہ صاحب لسٹ لے کر آئے ہیں جو ہم نہیں سمجھ سکے۔ ہمارا یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ وہ وضاحت کریں تاکہ ہم سمجھ سکیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- میں بھی آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں مجھے بھی تسلی بخش جواب چاہیئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- میری بات جو میں کر رہا تھا کہ جب پراجیکٹ کی سلیکشن ہوتی ہے۔ اسے ہماری موجودہ حکومت نے سلیکٹ نہیں کیا۔ اگر

نوشیروانی صاحب کو گلہ شکوہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ماضی کی حکومت سے ہوگا۔ اس میں ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں۔ معاہدے ہو چکے ہیں سلیکشن ہو چکا ہے۔ اگر اس سلیکشن میں خاران کو نظر انداز کیا گیا ہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں بھی کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا تاکہ ممبران کی تسلی ہو ہم کوئی بات ممبران اور ایوان سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کبھی بھی ایسی کوئی بات کی جائے۔ تو اسے ایوان سے چھپایا نہ جائے۔ بلکہ ہمیں اس ایوان کے ہر ممبر کا اعتماد حاصل ہو اور وہ ہم سے اتفاق کریں۔ لہٰذا جواب میں جن پراجیکٹس کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی کارکردگی کا تعلق ہے تو میں اس ایوان کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ کم از کم میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میری یہ کوشش ہے کہ جو باتیں ہم سے پہلے ہوئی ہیں وہ صحیح سطح پر آجائیں تاکہ وہاں کے لوگ یہ سمجھ سکیں کہ بیرونی امداد جو ہمیں مل رہی ہے اس سے ان کے علاقے میں صحیح کام ہو رہا ہے یا نہیں۔ لہٰذا میں ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم پوری توجہ دیں گے۔ جہاں تک ان پراجیکٹ کا تعلق ہے تو یہ مارشل لاء کے دور میں ہوئے ہیں۔ اس وقت میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبے کس طرح سے بنے۔ انہیں کس طرح ترقی دی گئی۔ ان باتوں کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ اس کے ساتھ میں نوشیروانی صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب کبھی بھی ہمیں کوئی امداد ملے گی۔ تو انشاء اللہ ہم اپنے ممبران کو اور اس ایوان کو اعتماد میں لاتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ اس بیرونی امداد سے تمام بلوچستان کے لوگ مستفید ہو سکیں۔ اس وضاحت کے بعد ممبر موصوف کی تسلی ہو گئی ہوگی۔ اور میں آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم ممبران اسمبلی کی خواہش کا ہمیشہ احترام کرتے ہیں اور یہ معزز ایوان کے سامنے اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: میں جناب صاحب کی وضاحت سے مطمئن ہوں (شکریہ)

٭۲۲۱۔ میر نبی بخش خان کھوسہ

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی اراکین اسمبلی کو ۸۰ لاکھ روپے ترقیاتی فنڈ کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ جبکہ گذشتہ سال یہ کہا گیا تھا کہ اگلے سال یہ فنڈز بڑھا دیئے جائیں گے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ نیز اے۔ڈی۔پی کی منظوری حسب وعدہ اراکین اسمبلی سے نہیں کی گئی

ب:۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

موجودہ سال کے لئے۔ ڈی۔پی ۸۷-۱۹۸۷ء میں ہر ایم پی اے کے لئے ۸۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میری یادداشت کے مطابق اس فنڈ کو بڑھانے کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

آغا عبدالظاہر

ضمنی سوال: جناب والا! یہاں بتایا گیا ہے کہ ہر ایم پی اے کے لئے اسّی لاکھ روپے کا فنڈ ہوگا۔ اور کل کے اخبار میں آیا کہ یہ صرف مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کے لئے ہوگا۔ آپ وضاحت کریں کہ صرف مسلم لیگی اراکین کے لئے ہوگا یا سب کیلئے ہوگا

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔ جناب اسپیکر! اسی لاکھ روپے فی ایم پی اے کا مطلب ہے کہ اسی لاکھ روپے فی حلقہ کے لئے ہوں گے۔

آغا عبدالظاہر

ضمنی سوال: جناب اسپیکر! کل کے اخبار کی خبر یہ ہے کہ مسلم لیگی ایم پی اے کو

ان کی ترقیاتی سکیموں کے لئے پیسے دیئے جائیں گے۔ جبکہ غیر مسلم لیگی اراکین کو نہیں دیئے جائیں گے۔ اس رقم کی تقسیم کس کی صوابدید پر ہوگی۔ متعلقہ وزیر صاحب سے وضاحت چاہیئے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔ اس کے متعلق کو میں نے عرض کیا ہے کہ ہر علاقے کے لئے اسی لاکھ روپے ہوں گے۔

آغا عبدالظاہر:۔ جناب اسپیکر! گذشتہ سال کی طرح نہ ہو۔ جیسے صرف مسلم لیگی اراکین کی سکیموں پر کام ہوا ہے۔ اور اب تو صاف کہا گیا ہے کہ اسی لاکھ روپے مسلم لیگی اراکین کو دیئے جائیں گے۔ اور غیر مسلم لیگیوں کو نہیں دیئے جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! یہ بڑا عمدہ اور پیارا سوال ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی وضاحت کر دوں۔ میں نے تو پچھلی دفعہ بھی اس معزز ایوان کے سامنے کہا تھا کہ یہ تاثر انتہائی غلط ہے کہ کسی ممبر کی ذاتی سکیم کے لئے اسی لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ تو ہر ممبر اور اس حلقے کے لئے ہیں جو ممبر یہاں موجود ہے اور جس کا تعلق اس اسمبلی سے ہے جب وہ اپنے حلقے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تو حکومت ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے کام کرتی ہے اور ان کے حلقے کے لئے رقم فراہم کرتی ہے۔

اب یہ فیصلہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ تو ایک پارٹی کا فیصلہ ہوا ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ یہ اخبار کی زینت کس طرح بن گیا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ پارٹی کے اصولوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک مذکورہ رقم کا تعلق ہے جو بھی رقم ملتی ہے وہ علاقے کے حلقے کے عوام کے لئے ہوتی ہے۔ انشاء اللہ یہ حکومت بلوچستان کے عوام کو وہ جس حلقے میں رہتے ہوں۔ وہ جس علاقے میں رہتے ہوں۔ ان کو محروم نہیں رکھے گی۔

آغا عبدالظاہر:۔ جناب اسپیکر! جام صاحب نے ذومعنی بات کی ہے کہ

ہر حلقے کے لئے اور عوام کے لئے اسی لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ پچھلے سال کی طرح تو نہیں ہوگا

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! جب پیسے مل جائیں گے تو پتہ چل جائے گا اور جو ممبر بھی قواعد کے تحت سکیمیں پیش کرے گا۔ اس کو اپنے حلقے کے لئے پیسے مل جائینگے

آغا عبدالظاہر:۔ اگر ایسی بات ہے تو کل کے اخبار میں اس کی تردید کر دیں

مسٹر اسپیکر:۔ آغا صاحب آپ کے اس سوال کا تعلق اس سوال سے نہیں ہے۔ آپ نیا سوال پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نئے سوال کا پہلے نوٹس دیں

میر نبی بخش خان کھوسہ:۔ جناب والا! یہ میرا سوال تھا۔ میں اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر اسی لاکھ روپے کی باتیں کی گئی ہیں۔ جیسا کہ جام صاحب نے فرمایا ہے یہ اسی لاکھ روپے ہمارے ذاتی نہیں ہیں یہ عوام کے ہیں اور ہم عوام کے نمائندے ہیں اور منتخب نمائندے ہیں۔ ہم اپنے علاقے کے عوام کی اجتماعی سکیمیں پیش کرتے ہیں۔ پچھلے سال ہمیں کہا گیا تھا کہ پہلے جاریہ سکیموں کے لئے پیسے دیئے جائیں گے۔ اور اگر اس سے بچت ہوئی تو پھر دوسری سکیموں کے لئے اسی لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ اب ہمیں ۱۵ تاریخ کو ایک اور نوٹس ملا ہے کہ سکیمیں پیش کریں۔

جناب والا! ہم نے ڈی پی عوامی نمائندے بناتے ہیں۔ ہماری اسی لاکھ کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے۔ اور قوم بیوروکریسی اور برسر اقتدار لوگ دیتے ہیں۔ ہم عوام سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ عوام کی اجتماعی ترقی کے لئے کام کریں نہ کہ اپنی جیبوں کو بھریں اور صرف ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھیں۔ ہماری یہ عرض ہے کہ اے ڈی پی میں ہماری اسکیموں اور تجاویز کو شامل کیا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔ جناب والا! میں نے جواب دیا ہے اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ اس بجٹ میں ایم پی اے کی سکیموں کے لئے چھتیس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ اور تمام ایم پی اے کے لئے ہیں جو اس ایوان کے ممبر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس شعبے میں بھرپور حصہ لیں ۔ جہاں تک مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا فیصلہ ہوا ہے ۔ اس کی وضاحت ہمارے چیف منسٹر صاحب نے کر دی ہے یہ پیسہ صوبہ بلوچستان کا ہے اور اس میں علاقہ کی کوئی خاص پابندی نہیں ہے ایک خاص حلقے سے کوئی ایک میل دو میل دور بھی کام ہو سکتا ہے ۔ اور اگر کوئی سکیم ایک میل دور لگی ہے تو کوئی حرج نہیں ۔ تاہم مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا جو فیصلہ ہوا ہے ہم تو بطور ممبر اس کے پابند ہیں ۔ میر صاحب آزاد ہیں وہ اپنے حالات بہتر جانتے ہیں ۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:۔ جناب اسپیکر! ٹھیک ہے مسلم لیگ ایک جماعت ہے اور ہم کسی جماعت میں شامل نہیں ہیں اور آزاد ہیں نہ کہ حزب اختلاف میں ہیں ۔ جناب والا! ہمارا اس حکومت سے تعاون ہے ہمارا کہنے کا مدعا یہ ہے کہ اسی لاکھ روپے کی پابندی ختم کر دیں ۔ صوبے کا اے ڈی پی جتنا بنتا ہے ۔ ہم تمام عوامی نمائندے شامل ہوں ۔ سب پینتالیس ممبر بیٹھ کر اپنے حلقے کی سکیمیں دیں ۔ پھر اے ڈی پی میں جتنے پیسے آتے ہیں چاہے دو کروڑ آتے ہیں یا پچاس لاکھ روپے آتے ہیں آپ اسی لاکھ روپے کی کوئی حد مقرر نہ کریں ۔ یہ ضروری نہ ہو کہ کوئی مسلم لیگ میں شامل ہو ٹھیک ہے مسلم لیگ ایک برسر اقتدار پارٹی ہے ۔ لیکن ہم بھی منتخب عوامی نمائندے ہیں اگر نہیں ہیں تو ہم واک آؤٹ کر کے چلے جاتے ہیں ۔ یا استعفیٰ دے کر گھر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو بتا دیتے ہیں کہ بھائی وہاں ون وے ٹریفک ہے ہمارا کہنا نہیں مانا جاتا ۔ ہماری بات نہیں سنی جاتی ۔ پھر یہاں بیٹھنا ہمارا بالکل فضول ہے ۔ ہم تو خدمت کے لئے آئے ہیں ، تنخواہ لیتے ہیں ۔ ہمیں کام کرنا چاہیئے ۔

مسٹر اسپیکر:- میر صاحب آپ کی باتیں اس سوال سے متعلق نہیں ہیں اگر آپ نے کچھ کہنا ہے تو بجٹ تقریر میں یہ سب باتیں کر سکتے ہیں - یہ سوال سے متعلق نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔

※ ۲۴۳۔ **نصیر احمد باچا:-** کیا۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

الف:- کیا حکومت چمن میں سوئی گیس پہنچانے کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک۔؟

ب:- کیا حکومت کوئٹہ میں موجودہ دو گیس پلانٹوں کو چمن منتقل کرنے کی تجویز پر غور کرے گی۔؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- اس موضوع کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے

مسٹر نصیر احمد خان باچا:- جناب والا! یہ مجھے بھی علم ہے کہ اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔ لیکن آپ ہماری مدد کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:- آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ ہم اس معاملہ کو دیکھیں گے۔ جو بھی ہو سکا ہم آپ کی پوری پوری امداد کریں گے۔

※ ۲۲۲۔ **میر نبی بخش خان کھوسہ:-** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف:- کیا یہ درست ہے کہ ضلع نصیر آباد صوبے کا زرعی علاقہ ہونے کے باوجود زرعی ماہرین کی رہنمائی سے محروم ہے۔ جبکہ یہاں کی نقد آور فصلات چاول، گندم وغیرہ کو بروقت کیڑے مار ادویات اور ہوائی اسپرے نہ ملنے کی وجہ سے زمینداروں

کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

ب :۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سال ہوائی اسپرے پورے علاقے میں نہیں کیا گیا اور جن علاقوں میں ہوائی اسپرے ہوا۔ وہاں بھی کوئی مفید نتائج برآمد نہیں ہوئے ہیں کیونکہ اس کی اصل وجہ کیڑے مار ادویات کی بجائے پانی کا استعمال ہے۔

ج :۔ اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ کیا حکومت متعلقہ حکام کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے پر غور کرے گی۔

د :۔ کیا حکومت ہر یونین کونسل میں زرعی عملہ، کھاد ڈپو، کیڑے مار ادویات و اسپرے سامان و خالص بیج کے ہیڈ کوارٹرز قائم کرنے کی تجویز پر غور فرمائے گی۔ تاکہ کاشتکاروں کو سہولیات میسر ہو سکیں۔

وزیر زراعت

الف :۔ یہ درست ہے کہ ضلع نصیر آباد صوبے کا زرعی علاقہ ہے۔ لیکن اس بات میں کوئی حقیقت نہیں کہ ضلع نصیر آباد زرعی ماہرین کی رہنمائی سے محروم ہے ضلع کی زرعی اہمیت کے پیش نظر اس میں حال ہی میں ضلعی سطح پر ایک ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے۔ اور ماتحت عملہ مثلاً ای اے ڈی اے ایگریکلچر آفیسر اور فیلڈ اسسٹنٹوں کی تعداد میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ محکمہ زراعت کی اس ضلع میں دلچسپی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ پورے صوبے کے ۲۱ اضلاع میں سے ضلع نصیر آباد کو عالمی بینک کے منصوبہ برائے توسیع زراعت اور تحقیقات شامل کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس عالمی بینک کے منصوبے کے تحت پورے صوبے میں چار اضلاع منتخب کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ضلع نصیر آباد ایک ہے اس کے علاوہ اصلاح آبپاشی کے تحت نالیوں کی درستگی کا پروگرام صرف نصیر آباد میں چل رہا ہے۔ گذشتہ سالوں میں "بلیک ہیڈڈ کرکٹ کنٹرول پروگرام" بھی نصیر آباد میں چلتا رہا۔ مزید برآں ضلع نصیر آباد میں چاول کی فصل پر اندازاً ۲ سے ڈھائی لاکھ ایکڑ رقبہ پر ہوائی جہازوں سے ہر سال مفت اسپرے کرایا جاتا ہے۔ گراؤنڈ پلانٹ پروٹیکشن

کے تحت زمینداروں میں تین چوتھائی قیمت پر سپرے مشین تقسیم کی جارہی ہے۔ اسی طرح ضلع میں محکمہ زراعت کے پانچ مصنوعی کھاد کے ڈپو کھاد تقسیم کر رہے ہیں۔ ۱۹۸۳ء-۸۴ کے مقابلے میں عملہ میں اضافہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام آسامی	آسامیوں کی تعداد سال ۱۹۸۳ء-۸۴ میں	سال ۱۹۸۵ء-۸۶ میں
۱-	ڈپٹی ڈائریکٹر	—	۱
۲-	ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر	۱	۳
۳-	اسسٹنٹ پلانٹ پروڈکشن آفیسر	۱	۱
۴-	سبجیکٹ میٹر اسپیشلسٹ	—	۳
۵-	زراعت آفیسر	۳	۵
۶-	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر	—	۲
۷-	آفس سپرنٹنڈنٹ	—	۱
۸-	آفس اسسٹنٹ	۱	۱
۹-	اسٹینو ٹائپسٹ	—	۱
۱۰-	سینئر کلرک	۱	۵
۱۱-	جونیئر کلرک	۱	۵
۱۲-	کراپ رپورٹر	۲	۲
۱۳-	فیلڈ اسسٹنٹ	۳۹	۵۰
۱۴-	ٹریکٹر ڈرائیور	—	۱
۱۵-	(ویگن) ڈرائیور	۲	۷
۱۶-	بلڈر	۱	۱
۱۷-	مکینک	—	۱
۱۸-	فٹر	۱	۱
۱۹-	اسٹور کیپر	۴	۴

نمبر شمار	نام آسامی	آسامیوں کی تعداد سال ۱۹۸۴ء-۸۵	سال ۱۹۸۵ء-۸۶
۲۰۔	بیلدار	۴۱	۵۰
۲۱۔	نائب قاصد	۱	۷
۲۲۔	چوکیدار	-	۲

اس کے علاوہ پٹ فیڈر کو چوڑا کرنے کے منصوبے کے تحت بھی زراعت کا خصوصی پروگرام اس ضلع میں چلایا جائے گا جو کہ آئندہ جولائی سے شروع ہوگا۔

ب:۔ اس سال ۲ لاکھ ایکڑ رقبہ پر ہوائی اسپرے کیا گیا۔ یہ بات درست نہیں کہ اس کے نتائج مفید نہیں تھے اور نہ ہی اس امر میں کوئی حقیقت ہے کہ ادویات کی جگہ پانی استعمال کیا گیا۔ بہرحال یہ گوش گذار کرنا ضروری ہے کہ، ادویات میں پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ باوجود اس کے کہ زرعی ماہرین کی رپورٹ کے مطابق چاول کی فصل پر کیڑے کا حملہ ۵ فیصد سے ہمیشہ کم رہا ہے۔ ہوائی اسپرے باقاعدگی سے کرایا جا رہا ہے حالانکہ زرعی ماہرین اس کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ لیکن یہ ہوائی اسپرے سراسر زمیندار صاحبان کے مطالبہ پر کرایا جاتا ہے۔

ہوائی ذرائع کے علاوہ زمینی ذرائع سے بھی اسپرے کا کام کیا جاتا ہے جو کہ اندازاً ۵۰ سے ۶۰ ہزار ایکڑ رقبہ پر محیط ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ زراعت زمینداروں کے لئے گندم اور چاول کے بیج صرف اپنے فارموں سے مہیا کرتا ہے بلکہ کالا شاہ کاکو (پنجاب) اور ڈوکری (سندھ) کے تحقیقاتی اسٹیشنوں سے ضرورتمند زمینداروں کیلئے بیج کا بندوبست کرتا ہے۔

ج:۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں محکمہ زراعت فخریہ طور پر کہہ سکتا ہے کہ ضلع نصیر آباد پر مناسب توجہ دی جا رہی ہے۔

د:۔ جہاں تک ہر یونین کونسل میں زرعی عملہ، کھاد ڈپو، کیڑے مار ادویات، اسپرے کا سامان وخاص بیج کے بیڈ کوارٹر قائم کرنے کی تجویز کا تعلق ہے۔ یہ ایک انتہائی معقول

تجویز ہے۔ لیکن اس کا دارومدار مالیاتی وسائل کی فراہمی پر ہے۔ اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے محکمہ زراعت حتی الوسع اپنی بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زرعی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ لیکن اگر مزید وسائل پیدا کئے جائیں تو یقیناً زرعی کارکردگی میں بہت زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ: جناب اسپیکر! اہم علاقہ کے زمیندار ہیں اور وہاں کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ جواب میں بتایا گیا کہ سپرے کروایا گیا اور پانچ فیصد نقصان ہوا ہے۔ لیکن لوگوں کے ترجمان کی حیثیت سے بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پچیس سے تیس فیصد تک نقصان ہوا ہے۔ فصل کو اس تناسب سے کیڑا لگا کیا وزیر صاحب صحیح ادویات سپرے کرنے کا انتظام فرمائیں گے۔

وزیر زراعت: میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں اور زراعت کی ترقی میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ میں نے جب فصلوں کی بیماری کا سنا تو دوائی منگوا کر اس کی تحقیقات کروائی لیبارٹری رپورٹ کے بعد بتایا گیا کہ ادویات بالکل صحیح تھیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر مال): جناب والا! ہماری فصل کو بھی کیڑا لگا تھا جو اس دوا سے ٹھیک ہو گیا۔

میر نبی بخش خان کھوسہ: غربی نصیر آباد کی فصل ٹھیک ہو جاتی ہے وہ حکومت میں ہیں۔ لیکن غربی نصیر آباد میں بیماری اسی طرح ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میرے لئے میر صاحب وزیر صاحب وغیرہ سب محترم ہیں۔ سب پاکستانی ہیں۔

مسٹر اسپیکر: اصل میں وزیر لوگ آپ کی فصلوں میں کیڑے چھوڑ دیتے ہیں۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:- جناب والا! کیا چائے پینے کا وقفہ نہیں دیا جائیگا۔؟

مسٹر اسپیکر:- ابھی تو وقفہ سوالات ہے

میر نبی بخش خان کھوسہ:- جناب اسپیکر! ہمارے حلقہ انتخاب میں تو دوائی کا نام و نشان تک نہیں - وزیر صاحب زراعت کے شوقین ہیں۔ ان کو کم از کم عوام کی مشکلات کا احساس ہونا چاہیئے۔ وہ دیکھیں عوام کی کیا حالت ہے۔؟

وزیر زراعت:- میں نے بذات خود ان علاقوں کا دورہ کیا۔ محکمہ کے ڈائریکٹر جنرل میرے ساتھ تھے۔ وہاں کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ البتہ اگر ممبر موصوف اپنی جیب سے کچھ دینا چاہیں۔ تو ہم خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:- یہ تو حکومت کا کام ہے۔ یہ بات نہیں یہ آپ کا کام ہے کہ وہاں جائیں اور دیکھیں کہ کیا حالت ہے؟

مسٹر اسپیکر:- میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی چاہیئے کہ متعلقہ افسران اور عملہ سے ملیں اور مشکلات کا تذکرہ ان سے کریں تو بہتر رہے گا۔

*۲۲۳۔ **میر نبی بخش خان کھوسہ**:- کیا وزیر زراعت و امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف:- کیا حکومت مشرقی نصیر آباد کیٹل فارم کے قیام کی تجویز پر غور کرے گی؟ تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی اچھی نسل کے مویشی مل سکیں۔

ب:- اس وقت ضلع نصیر آباد میں چند ایک شفا خانہ حیوانات موجود ہیں۔ مثلاً چھٹ پٹ

صحبت پور وغیرہ جو کہ شہری علاقوں میں واقع ہیں۔ کیا حکومت ان ہسپتالوں کو دیہاتی علاقوں میں شفٹ کرنے یا نئے شفاخانے دیہاتوں میں قائم کرنے کی تجویز پر غور کرے گی تاکہ عوام کو اپنے مال مویشی کے علاج معالجہ کے حصول میں آسانی ہو۔

وزیر زراعت و امور پرورش حیوانات

الف:۔ نصیر آباد میں بھاگناڑی نسل کے مویشیوں کا فارم جھٹ پٹ، اوستہ محمد روڈ پر ۱۹۷۰ء سے محکمہ ہذا کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اس فارم سے نسل کشی کے لئے بچھڑے بلوچستان کے مختلف اضلاع میں فراہم کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح ان علاقوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ اور بھاگناڑی نسل کی اصلاح ہو رہی ہے۔

ب:۔ اس وقت ضلع نصیر آباد میں درج ذیل شفاخانہ جات اور ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔

شفاخانہ جات:۔ (۱) ڈیرہ مراد جمالی (۲) جھٹ پٹ (۳) اوستہ محمد (۴) صحبت پور۔

ڈسپنسریاں:۔ (۱) دولت گھاڑی (۲) چھتر (۳) جام ھنگر (۴) پھولیجی (۵) سبی جدید (۶) علی آباد جمالی (۷) گنداخہ (۸) مانجھی پور (۹) آدم پور (۱۰) ہیرو دین (۱۱) گوٹھ رشید

یہ مراکز تقریباً دیہی علاقوں میں قائم ہیں اور مال مویشیوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ امور حیوانات کی جانب سے گشتی شفاخانوں کے ذریعے بھی دور دراز علاقوں میں متعدی امراض کی روک تھام کے لئے ٹیکہ جات اور علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر کسی علاقہ میں ضرورت محسوس کی گئی ہو تو ممبران صوبائی اسمبلی کے فنڈ اور منصوبہ جات کے ذریعے سے عملدرآمد ہو سکتا ہے۔

※ ۲۳۸۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی:۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ سبی ڈویژن کے پانچ چھ بلڈوزر گذشتہ دو سالوں سے ضلع

پشین میں برشور پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ اور مذکورہ پروجیکٹ اب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے؟

ب:۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بلڈوزروں کو فوری طور پر سبی ڈویژن منتقل کرنے پر غور کرے گی۔ تاکہ وہاں پر بلڈوزروں کی کمی پوری ہو سکے؟

وزیر زراعت

الف:۔ یہ درست ہے کہ سبی ڈویژن کے پانچ بلڈوزر اگست اور اکتوبر ۱۹۸۶ء سے ضلع پشین میں برشور پراجیکٹ پر کام کرنے کیلئے شفٹ کئے گئے تھے اور ابھی تک وہاں کام کر رہے ہیں۔ مذکورہ پراجیکٹ ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے۔

ب:۔ ان بلڈوزروں کی منتقلی سبی ڈویژن میں حکومت کے زیر غور ہے۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی:۔ (ضمنی سوال) یہ پروجیکٹ کب تک مکمل ہو جائے گا۔ کوئی ٹارگٹ بھی ہے یا نہیں:۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا! میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ مشینری میں توڑ پھوڑ بھی ہوتی رہتی ہے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں ممبران اسمبلی سے یہ عرض کروں گا کہ وہ ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں اور وزراء صاحبان اور ممبران براہ راست ایک دوسرے پر سوالات کرنے سے گریز کریں۔ (تالیاں)

※ ۲۴۲۔ **سردار میر چاکر خان ڈومکی:۔** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایگریکلچر انجینئرنگ کی مرکزی ورکشاپ میں سال ۱۹۸۴ء اور مابعد کئی سرکاری حکمنامے کے ذریعے بلوچستان کے مختلف ڈویژنوں کی متعدد خالی

آسامیاں (WITH DRAW) کرکے مرکزی ورکشاپ کو لوٹائی گئی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس عمل سے ان ڈویژنوں کے مقامی باشندگان کی حق تلفی نہیں ہوئی ہے۔ محکمہ اس کے اسباب سے آگاہ کرے۔

وزیر زراعت:۔

الف:۔ محکمہ زرعی انجینئرنگ کا عملہ خاص طور پر بلڈوزر ڈرائیور اور کلینر وغیرہ بلڈوزروں کی تعداد کے مطابق تعینات کیا جاتا ہے۔ بلڈوزروں کی تعداد کے مطابق ہر علاقے میں عملہ آسامیوں کے مطابق رکھ کر اضافی آسامیاں کو حسب ہدایت خالی رکھا گیا ہے جو کہ اگلے سال ۱۹۸۶ء-۱۹۸۷ء میں نئے بلڈوزروں کی آمد پر مقامی باشندوں سے پر کی جائیں گی۔

ب:۔ جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ خالی آسامیوں کو مقامی باشندوں ہی سے پر کیا جاتا ہے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر مال) جناب والا! میری تجویز ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ سے ایک رکھ لیں۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا! یہ پہلی گورنمنٹ نے کیا ہے۔ ہم نے نہیں کیا۔ تاہم اس پر غور کرینگے۔

اعلانات

مسٹر اسپیکر:۔ اب سیکرٹری اسمبلی کچھ اعلانات پڑھ کر سنائیں گے۔

مسٹر اختر حسین خان (سیکرٹری اسمبلی): جناب والا! میر عبدالمجید بزنجو نے درخواست دی ہے کہ "وہ بوجہ بیماری آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے

لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- میر فتح علی عمرانی صاحب نے درخواست دی ہے کہ "بوجہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- مسٹر ارجن داس بگٹی نے درخواست دی ہے کہ طبیعت خراب ہونے کی بنا پر آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- سلیم اکبر بگٹی صاحب نے درخواست دی ہے کہ بوجہ ناسازی طبیعت وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:۔ سردار یعقوب خان ناصر صاحب نے درخواست دی ہے کہ بوجہ خرابی طبیعت آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے، لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

بجٹ برائے سال ۱۹۸۶ء-۸۷ء پر عام بحث

مسٹر اسپیکر:۔ اب سال ۱۹۸۶ء-۸۷ء کے بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ میں مسٹر بشیر مسیح کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔

مسٹر بشیر مسیح:۔ جناب اسپیکر! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے تو بجٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس صوبے کیلئے، ملک کیلئے ایسا بجٹ پیش کیا جائے کہ وہ عوامی بجٹ ہو۔ اس بجٹ میں یہ خاص چیزیں رکھی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام میں یہ بجٹ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ دوسرے اس بجٹ میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ اس میں وزیراعظم صاحب کے وہ پانچ نکات بھی رکھے گئے ہیں۔ اور یہ اس کے مطابق بنایا گیا ہے۔ یہ بات بھی اس بجٹ کی تعریف کے حق میں ہے۔

جناب والا! بلوچستان کے بجٹ میں ہمارے وہ ملازمین جو مدتوں سے ڈیلی ویجز پر کام کر رہے تھے انہیں مستقل ملازمت مل گئی ہے۔ یہ ہماری ایک دیرینہ خواہش تھی کہ لیبرز کو جو بیس بیس سال سے ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں انہیں مستقل کیا جائے۔ اس بجٹ میں انہیں مستقل کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ بجٹ قابل تعریف ہے (تالیاں)

دوسرے ہمارے لیویز کے بھائی جو تمام زندگی تیس روپے سے لے کر سو روپے تک کام کرتے تھے۔ جن کی زندگی پہاڑوں پر گزرتی تھی اور سرحدوں کی حفاظت بھی کیا کرتے تھے۔ جب ہم ان کی ذمہ داریوں کے ساتھ ان کی حالت دیکھتے تو وہ بڑے بدحال ہوتے۔ لیکن اس بجٹ میں ہماری موجودہ حکومت نے انہیں منتقل کر کے پولیس کے برابر لا کر ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ (تالیاں) اس بجٹ میں ایک قابل تعریف بات یہ بھی ہے کہ موجودہ حکومت نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ہے (تالیاں)

جناب والا! اس کے بعد میری کچھ تجاویز ہیں۔ جنہیں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک بلوچستان میں صحت وصفائی کا تعلق ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ہماری آبادی بڑھ رہی ہے۔ ڈاکٹر اور ہسپتال کم ہیں۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ کوئٹہ میں دو سو بستروں کا ہسپتال بنایا جائے۔ تاکہ اس کمی کو دور کیا جا سکے۔ جناب والا! یہ بات بھی درست ہے کہ ہمارے بہت سے غریبوں اور مزدوروں کو صحیح علاج میسر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر بہت رش ہوتا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ فی الحال ایک ایسا ہسپتال بنایا جائے جو کم از کم سو بستروں کا ہو۔ جس میں علاج معالجے کی بہتر سہولتیں میسر ہوں۔ صفائی کے بارے میں عرض کروں گا۔ آپ کوئٹہ کی حالت دیکھ رہے ہیں گندگی ناگفتہ بہ ہے۔ کیا حکومت نے سوچا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ عملہ کم ہے، کوئی کہتا ہے کہ تعمیرات زیادہ ہو رہی ہیں۔ لیکن میں نے جو معلومات کارپوریشن سے اکٹھی کی ہیں اس کے مطابق عملہ کم نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں کہ کارپوریشن کے ستر اسی آدمی افسران کے بنگلوں میں کام کرتے ہیں اور تنخواہیں کارپوریشن سے لیتے ہیں۔ اور یہاں تک کہ ایک ایک افسر کے بنگلے پر دو دو ملازم کام کرتے ہیں۔ چاہے اس کی انہیں ضرورت ہے یا نہیں (تالیاں) آوازیں (شیم شیم) اس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ میری بات کسی کو اگر بری لگی ہو تو میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں کیونکہ میں نے صحیح اور سچ بات کہی ہے۔ یہ عملہ ایسے لوگوں اور افسروں کے لئے کام کر رہا ہے جو کارپوریشن کے افسر نہیں ہیں۔ انہیں تنخواہ کون دے رہا ہے؟ کارپوریشن۔ پھر کہتے ہیں کہ صفائی ہو

تو جناب صفائی کیسے ہوگی۔ للذا میری تجویز ہے کہ ان سے وہ ملازم لے کر میونسپل کارپوریشن کو دیئے جائیں تاکہ شہر کی بہتر صفائی ہو سکے۔(تالیاں)

دوسری قابل ستائش بات یہ ہے کہ ہمارے محترم وزیر صحت نے ڈاکٹروں کی ڈبل شفٹ ہسپتال میں لگانے کا انتظام کیا ہے۔ جس سے مریضوں کو شام کے وقت بھی علاج میسر ہو سکے گا۔ یہ بھی بہت اچھا انتظام ہے (تالیاں)

جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ڈاکٹر شام کو اپنے کلینک میں مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ اور زیادہ فیس یعنی دو دو سو سے زیادہ بھی لیتے ہیں مریض دکھی بھائی شام کو ڈاکٹروں کے کلینک میں جاتے ہیں۔ ان کے لئے میری تجویز ہے کہ ڈاکٹر ان مریضوں کو دن کے وقت ہسپتال میں مفت علاج فراہم کریں اور ڈاکٹر ہسپتال میں موجود رہیں اور غریبوں کا علاج مفت کریں۔

ہمارا بجٹ ایک اور لحاظ سے بھی قابل تعریف ہے کہ اس میں بچوں کے ہسپتال کے لئے تجویز پیش کی گئی ہے۔ پہلے ہمارے بلوچستان میں بچوں کے لئے کوئی ہسپتال نہیں تھا۔ یہ بات قابل تعریف ہے کہ اب بچوں کا علاج کیا جائے گا۔ (تالیاں)

جناب والا! اس بجٹ سے متعلق ایک اور عرض یہ ہے کہ جیسا کہ سنٹرل گورنمنٹ نے اقلیتوں کے لئے چار کروڑ روپے کا علیحدہ فنڈ مقرر کیا ہے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ یہاں بھی بلوچستان میں اقلیتوں کے لئے الگ اسپیشل فنڈ مقرر کیا جائے۔ یہ فنڈ اقلیتوں کی بہتری کے لئے ہوگا تاکہ یہ ملک میں آپ کے ساتھ چل سکیں اور آپ کی خدمت کر سکیں۔ (شکریہ)

مسٹر اسپیکر:- حاجی ظریف خان مندوخیل۔

حاجی ظریف خان مندوخیل:- جناب اسپیکر! و معزز اراکین اسمبلی السلام علیکم۔
سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب کو ایک بے مثال بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ تعریف کا مستحق ہے

میں جب بھی اٹھتا ہوں ۔ ژدب سے متعلق کچھ باتیں ضرور کرتا ہوں ۔ پچھلے سال بجٹ میں اس بات کا ذکر آیا تھا ۔ کہ سال ۱۹۸۵ء ۔ ۸۶ء میں کان مہتر زئی کے مقام پر ٹی وی بوسٹر لگایا جائے گا ۔ لیکن اس پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے ۔

۲۔ اب ہمارے ژوب روڈ پر کام شروع ہے اور اس کے لئے فنڈز ختم ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے نئے ٹنڈر بھی طلب کئے ہیں ۔ مگر نئے ٹنڈر کے لئے بھی فنڈز نہیں ہیں ۔ مہربانی فرما کر ژوب روڈ کے لئے فنڈ مہیا کئے جائیں ۔ ٹی وی بوسٹر اور ڈائریکٹ ٹیلیفون ژدب کے لئے نہایت ضروری ہیں ۔ کیونکہ ژوب بلوچستان کا ایک بڑا شہر ہے ۔ اس لئے ان کا جلد انتظام کیا جائے ۔ اس بجٹ سے متعلق ایک دفعہ پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ (تالیاں)

مسٹر اسپیکر :۔ میر عبدالکریم نوشیروانی ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :۔ معزز ایوان و جناب اسپیکر! السلام و علیکم ۔ میرے خیال میں اس بجٹ کی تعریف جتنا بھی کی جائے کم ہے ۔ کیونکہ اس بجٹ میں ہر شعبہ کو ترجیح دی گئی ہے ۔ جس میں تعلیم بجلی روڈز کا ذکر کیا گیا ہے ۔ گویا معاشرے کی ہر ایک ضرورت کا خیال رکھا گیا ہے ۔ جناب والا! اس کا سہرا جناب چیف منسٹر صاحب جام میر غلام قادر خان اور وزیر خزانہ میر ہمایوں خان مری کے سر ہے (تالیاں)

جناب والا! اگر اس بجٹ کی کوئی مخالفت کرے تو میں کہتا ہوں کہ اس نے پورے بلوچستان کی مخالفت کی ہے ۔ اس نے پورے خطے کی مخالفت کی ہے کیونکہ جب صوبے کا بجٹ بنایا جاتا ہے تو اس کو پورے غور و خوص سے بنایا جاتا ہے بجٹ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے پلیٹ فارم پر بیٹھ کر یا فٹ پاتھ پر بیٹھ کر تیار کر لیا جائے ۔ اس بجٹ کی جو مخالفت کرتے ہیں وہ اس صوبے اور ملک کے خیر خواہ نہیں ہیں ۔ وہ اپنی ذات کے مفاد کے لئے کام کرتے ہیں ۔ (تالیاں) میں نے ... پاکستان کو وجود میں آئے انتالیس سال ہو چکے ہیں ۔ انتالیس سال سے کبھی کسی نے ایسا بجٹ

تیار نہیں کیا ہے جیسا کہ جام صاحب نے اور موجودہ وزیر خزانہ صاحب نے بنایا ہے۔ میں اس بجٹ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر ہماری کچھ تجاویز ہیں جو عوام کی بہبود کے لئے اس بجٹ میں پیش کرنا ضروری ہیں۔ جیسا کہ بشیر مسیح صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئٹہ کے لئے ایک اچھا اور خوبصورت ہسپتال بنایا جائے۔ جس میں اگر دو سو نہ ہوں تو کم از کم سو بیڈ ہوں ہمارے کوئٹہ کے ایم پی اے ہیں۔ قومی اسمبلی کے ممبران ہیں اور سینیٹر ہیں۔ جن کے پاس فنڈ ہیں۔ وہ سب مل کر اپنے فنڈ سے ایک خوبصورت ہسپتال قائم کریں۔ اور یہ اجتماعی کام کریں نہ کہ انفرادی طور پر چار دیواریاں وغیرہ بناتے رہیں۔ یا کوئی روڈ بناتے رہیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے صحت ایک اہم چیز ہے۔ اس کے لئے اپنے فنڈز سے ایک اچھا ہسپتال تعمیر کیا جائے۔ جناب والا! میں آخر میں دوبارہ اس بجٹ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آئندہ بھی ہمیشہ ایسا بجٹ تیار کیا جاتا رہے گا۔ اور اس میں ہر ضلع کے عوام کے مساوی حقوق کا خیال رکھا جائے گا۔ اور میں چیف منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام کا خاص طور پر خیال رکھا ہے۔ پہلے کہا گیا تھا کہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کا کچھ نہیں ہوگا۔ مگر بعد میں یہ ثابت کر دکھایا گیا کہ صرف تعلیم کی مد میں چوالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس ملک میں تعلیم کم ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت بھی تعلیم پر زیادہ خرچ کرے گی۔ جب تعلیم اس ملک میں نہیں ہوگی تو ترقی ناممکن ہے۔ پہلے نمبر پر تعلیم ہو۔ دوسرے نمبر پر صحت ہو۔ اور تیسرے نمبر پر بجلی کو رکھا جائے۔ جیسا کہ صدر پاکستان نے بھی کہا تھا کہ ۱۹۹۰ء تک بجلی گھر گھر مہیا کر دی جائے گی۔ (تالیاں) مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ملک کو وجود میں آئے اڑتالیس سال ہو چکے ہیں اور پتہ نہیں ہے۔ x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x:x x:x:x:x:x:x:x:x: جیسا کہ وزیر اعظم صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ جو اس ملک میں صحیح کام ہوتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے تنقید برائے تنقید نہ ہو۔

---

x:x:x: بحکم سپیکر حذف کر دیئے گئے۔

جناب اسپیکر صاحب! جو الفاظ غلطی سے میرے منہ سے نکلے ہیں ان کی میں معافی چاہتا ہوں۔ (تالیاں) یہ ہمارا ملک ہے۔ پاکستان ہم سب کے لئے اہم ہے جب پاکستان نہیں تو ہمارا وجود نہیں۔ یہ مخالف لوگ اپنے مفاد کی باتیں کرتے ہیں ہم کو اس ملک کی ترقی میں حصہ لینا چاہیئے۔ اس ملک کی جڑیں نہ کاٹیں۔ اور اگر ہم پاکستان کی جڑیں کاٹیں تو اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑا مارتے ہیں۔ میرے دوستو متحد ہو جاؤ ترقی کی رفتار اس صوبے میں تیز کر دو۔ آیئے ہم قوم اور ملک کی ترقی کے لئے کام کریں اور ذاتی مفاد کو دور رکھیں۔ اس طرح سے ترقی ممکن ہے۔ اگر ہم اپنے ذاتی مفاد کو آگے لائیں اور قومی مفاد کو پیچھے رکھیں تو اس طرح ترقی ناممکن ہے۔ یہ نہ ہو کہ ایک دوسرے پر تنقید کریں اور کیچڑ اچھالیں۔ اس سے ترقی نہیں ہو سکتی۔ نہ اس صوبے کی اور نہ ملک کی۔

جناب اسپیکر! اگرچہ خاران کے مسائل مجھ سے متعلق ہیں۔ لیکن سارے بلوچستان کے مسائل میرے ہیں۔ اور میں یہی سمجھتا ہوں۔ اسی طرح پنجگور کے مسائل خضدار، ڈیرہ بگٹی، کوئٹہ کے مسائل ہم سب کے ہیں۔ یہ آپ کے مسائل ہیں۔ ہمیں ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر ملک و قوم کی خدمت کرنا ہے۔

جناب والا! آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے وزیراعلیٰ کتنی محبت اور محنت کے ساتھ صوبے کی خدمت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف آپ دیکھیں۔ سندھ اور پنجاب کے وزرائے اعلیٰ کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے ایم پی اے صاحبان کو دس دس گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے وزیراعلیٰ رات کے بارہ بجے بھی آپ کی خدمت کیلئے بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ ان سے ہر وقت مل سکتے ہیں۔ بدقسمتی ہم اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔ ہم نے ذاتی مفاد کی عینک پہن رکھی ہے۔ افسوس کہ ہم نے قومی مفاد کی عینک نہیں پہنی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ابھی تک پیچھے ہیں۔ بلوچستان ابھی تک پیچھے ہے۔ ہمیں عوام کے مفاد کو دیکھنا ہے

میرے دوستو اور ساتھیو! ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری ترقی کی راہ میں کونسی دیوار حائل ہے۔ خدا کے واسطے اس دیوار کو توڑ دو۔ پہلے بھی جذبات میں آ کر میرے منہ سے کچھ ایسے الفاظ نکل گئے ہیں۔ لیکن میں کیا کروں میں جلایا ہوا ہوں۔ مجھے اس صوبے اور اس خطے سے ہمدردی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ خضدار کی بندر بانٹ ہے۔

یہ فنڈز کسی ایم پی اے کے ذاتی نہیں بلکہ یہ علاقہ کے لوگوں کے فنڈز ہیں۔ ان کی بہتری کیلئے ہیں۔ جبکہ یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ یہ ذاتی فنڈز ہیں۔ یہ الزام لگا کر حکومت کو بدنام کیا جاتا ہے کہ یہ سیاسی رشوت ہے جو اراکین اسمبلی کو دی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ کوئی سیاسی رشوت نہیں۔ ایم پی اے صاحبان کو عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کے خادم ہیں۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ہے۔ بلوچستان کی تاریخ میں ایسا بجٹ پیش نہیں کیا گیا۔ آپ کا یہ کارنامہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ جناب والا! معاشرے کو کیا کہا جائے۔ معاشرہ تو کسی سے خوش نہیں ہوتا۔ انسان تو اللہ تعالیٰ سے بھی خوش نہیں۔ کہتا ہے کہ اللہ نے نبی بخش زہری کو کروڑپتی بنایا ہے۔ مجھے غریب بنایا ہے۔ میں کہتا ہوں بھائی آپ بھی محنت کریں خدمت کریں۔ آپ کو بھی خدا کامیاب کرے گا۔ ترقی دے گا۔ ہمیں عوام اور غریبوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھنا چاہیئے۔

جناب والا! میں آپ کا اور معزز ایوان کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا تقریر کے دوران کچھ گستاخی مجھ سے ہو گئی تھی۔ اس کی معافی چاہتا ہوں۔ السلام علیکم۔

مسٹر اسپیکر:۔ میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے اپنی تقریر کے دوران جو غیر پارلیمانی الفاظ ادا کئے اسے ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ پریس والے اپنی اشاعت میں اسے جگہ نہ دیں۔ (شکریہ)

اب میر نبی بخش خان کھوسہ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:۔ جناب اسپیکر! یہ بجٹ عوامی نمائندوں کے ذریعہ نہیں بنایا گیا۔ اس لئے ہم اس سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ تو نوکر شاہی کا بجٹ ہے۔ حزب اقتدار میں شامل وزراء کا بجٹ ہے۔ اس میں عوامی نمائندوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا ہر علاقے کے ایم پی اے صاحبان مل کر بیٹھتے اپنی اپنی تجاویز دیتے۔ اسی لاکھ روپیہ کی کوئی پابندی ہونی چاہیئے بلکہ یہ تو انفرادی

مسئلہ نہیں اجتماعی ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ آپ ٹیم تشکیل دے کر بھیجتے وہ ٹیم جاکر دیکھتی کہ آیا اسی لاکھ روپے کا کام بھی ہوا ہے یا نہیں۔ آیا مزید رقم کی ضرورت ہے یا پہلے ہی رقم زیادہ ہے۔ خدا اپنی امان میں رکھے۔ ہم کسی پر نکتہ چینی نہیں کر رہے ٹیم معائنہ کرنے کے بعد کہتی کہ کس ایم پی اے کے علاقہ میں کونسا کام مکمل ہوا ہے یا بالکل نہیں ہوا۔ میں خدانخواستہ الزام تراشی نہیں کر رہا ہوں۔ لیکن ایسا کرنا ضروری تھا۔

جناب والا! اب چونکہ یہاں پر پارٹی کی حکومت ہے۔ ہم غیر جماعتی بنیاد پر آئے ہیں۔ اور آزاد ہیں اپوزیشن میں نہیں بلکہ آپ کے ساتھ مل کر چل رہے ہیں۔ ہمارے علاقے مشرقی نصیر آباد میں سب سے بڑا اہم مسئلہ سیم کا ہے۔ اس پر قابو پانا ضروری ہے۔ وہاں پر فرسٹ فیز پر کام ہو رہا تھا۔ جبکہ انہوں نے اسی دوران فیز ٹو پر کام شروع کر دیا ہے اس سے ستر فیصد تک فائدہ ہوا۔ جناب والا! ضروری تھا کہ پہلے فیز ون پر کام مکمل کرتے اور اس کے بعد فیز ٹو شروع کرتے۔ وہاں پر پانی کھڑا ہے۔ جب ڈرینج لائن آئیگی نالے کام نہیں کریں گے۔ جہاں تک سیم کے نالے بنے ہوتے ہیں وہ گہرے ہیں۔ اس کی وجہ سے زمین ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے اور نقصان ہوتا ہے۔ اس پر غور کیا جائے۔

جناب والا! دوسری بات ہمارا علاقہ زرعی ہے۔ وہاں پر نہری آب پاشی یعنی پٹ فیڈر میں پانی کی مقدار بڑھائی جائے۔ تاکہ زیادہ گندم اگائی جائے۔ اسی طرح انشاء اللہ ہمارا پاکستان زراعت میں خود کفیل ہو جائے گا۔ اس بارے میں پہلے بھی اس ایوان میں عرض کر چکا ہوں۔

تیسری بات! لاء اینڈ آرڈر سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ نصیر آباد میں یہ حالت ہے کہ سو قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔ حالانکہ اس مد میں کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔

ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کل فرمایا تھا کہ پولیس اور لیویز ایک ہیں۔ لیکن جناب والا! یہ دونوں الگ الگ شعبے ہیں۔ لیویز اس لئے قائم کی گئی ہے کہ بلوچستان کے خانہ بدوش عوام کے حالات و عادات سے وہ واقف ہیں اور علاقائی طور پر لیویز امن و امان کے مسائل کو بخوبی کنٹرول کر سکتی ہے۔ لہٰذا لیویز کو پولیس سے الگ ہونا

چاہیئے۔ اس سلسلے میں اس معزز ایوان میں قرارداد بھی منظور کی گئی تھی کہ لیویز اور پولیس کو الگ کیا جائے۔ جام صاحب نے وعدہ کیا اور وزیر اعظم ظفر اللہ خان جمالی صاحب نے بھی فرمایا تھا۔ لیکن اسمبلی میں منظور کی گئی قرارداد پر ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں کیا گیا حالانکہ اسمبلی ایک قانون ساز ادارہ ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ براہ مہربانی اس پر غور کیا جائے۔

جناب والا! میری اگلی بات ہمارے علاقہ میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت سے تعلق ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارا دارومدار زرعی پیداوار اور منڈی میں اس کی کھپت پر ہے۔ سڑکوں کی حالت بہتر بنائی جائے تاکہ ہماری فصل منڈیوں تک بروقت پہنچائی جاسکے اب حالت یہ ہے کہ بارشوں کے دوران ہمارا غلہ دو دو مہینوں پڑا رہتا ہے اور منڈیوں تک نہیں پہنچایا جاسکتا جیکب آباد ہمارے غلے کی بڑی منڈی ہے۔ لہٰذا وہاں تک سڑکیں بنائی جائیں۔ اور موجودہ سڑکوں کی حالت درست کی جائے۔ وہاں کے ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے میری گزارش ہے کہ اس طرف ضروری توجہ دیں۔

جناب اسپیکر! تعلیم پر بھی ہمیں زور دینا چاہیئے۔ اس کا معیار بڑھایا جائے مثلاً ہم اردو پڑھے ہوئے ہیں۔ انگریزی نہیں آتی۔ ایوان میں جب انگریزی بولی جاتی ہے تو ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ لہٰذا ہم اردو کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ سب تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ اسلئے تعلیم کو بڑھائیں۔

جناب اسپیکر! بجٹ عوام کے نمائندوں کی مرضی کے مطابق بننا چاہیئے تھا۔ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ خراب نہ ہوتا۔ اگر ہم یہاں جائز نکتہ چینی بھی کرتے ہیں تو سمجھا جائیگا کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں عوام کی صحیح ترجمانی کرنی چاہیئے۔ بہرحال یہ بجٹ اکثریت کی بنیاد پر پاس تو ہو جائے گا۔ لیکن ہم نے اپنا فرض پورا کرنا ہے ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ السلام علیکم۔

مسٹر اسپیکر:۔ چونکہ اب اسمبلی کے سامنے مزید کارروائی نہیں ہے لہٰذا

اجلاس کل صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ شکریہ

(صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر اسمبلی کا اجلاس
اگلی صبح دس بجے تک کے لیئے ملتوی ہوگیا ۔)